رائے ٹو

میری رائے میں دوسری تبدیلی 2001ء میں آئی، میں 2001ء تک کاروباری طبقے ،صنعت کاروں، سرمایہ کاروں اور دولت مندوں سے نفرت کرتا تھا۔میں انہیں ظالم بھی سمجھتا تھا، میں سمجھتا تھا یہ لوگ منافع کے لیے ظلم کی تمام حدیں عبور کر جاتے ہیں اور ان کی وجہ سے معاشرہ منقسم ہو رہا ہے غریب ،غریب سے غریب تر ہوتا جا رہا ہے اور امیر ،امیر سے امیر تر۔میں اس زمانے میں امراء کے در و دیوار ہلا دینا چاہتا تھا اور دہقان کے رزق کے راستے میں حائل گندم کے تمام خوشے جلا دینا چاہتا تھا لیکن پھر 2001ء میں مجھ سے ایک غلطی ہو گئی اور اس غلطی نے سرمایہ کاری اور سرمایہ کاروں کے بارے میں میری رائے بدل دی اور مجھے اس طبقے سے نفرت کی بجائے ہمدردی ہو گئی، میں نے 2001ء میں کاروبار شروع کیا۔

میرے بھائی نے یونیورسٹی کی تعلیم کے دوران ایک چھوٹی سی کمپنی بنائی۔دفتر کھولا اور مجھے ''تبرکاً'' اس کا چیف ایگزیکٹو بنا دیا۔میں دفتر جانے لگا اور مجھے اس وقت معلوم ہوا پاکستانی معاشرے میں پیسہ کمانا بالخصوص رزق حلال کمانا انتہائی مشکل ہے آپ سسٹم، سرکاری محکموں اور معاشرے کی اپروچ کو ایک طرف رکھ دیں۔آپ صرف ہیومن ریسورس کا ایشو لے لیں، آپ کو صرف یہ مسئلہ حل کرنے کے لیے کم از کم دو زندگیاں چاہئیں۔ہمارے تعلیمی ادارے طالب علموں کو صرف ڈگری دے رہے ہیں۔یہ ان میں صلاحیت پیدا نہیں کرتے یہ انہیں کام کی عادت بھی نہیں ڈالتے اور یہ انہیں نوکری کرنے کا فن بھی نہیں سکھاتے چنانچہ آپ نوجوان کی ڈگریاں، پوزیشنیں اور نمبرز دیکھ کر انہیں ملازم رکھ لیتے ہیں مگر انہیں کام کرنا نہیں آتا۔آپ انہیں کام سکھاتے ہیں اور یہ کام سیکھتے ہی مخدوم ہو جاتے ہیں۔انہیں گاڑی بھی چاہیے ہوتی ہے، ڈرائیور بھی، چپڑاسی بھی، اسسٹنٹ بھی، اے سی بھی، ہیٹر بھی، لمبی چھٹیاں بھی، چھ ہندسوں میں تنخواہ بھی، میڈیکل انشورنس بھی اور مکمل اختیارات بھی،آپ انہیں یہ سب کچھ دے دیتے ہیں لیکن ایک دن فون آتا ہے اور یہ اطلاع دیتے ہیں، مجھے نئی نوکری مل گئی ہے اور میں کل سے آفس نہیں آ رہا۔یہ اطلاع بھی پانچ فی صد لوگ دیتے ہیں، پچانوے فی صد مہربان اطلاع تک دینے کا تکلف نہیں کرتے۔یہ چھٹی لے کر غائب ہو جاتے ہیں اور آپ کو دس پندرہ دن بعد کوئی دوسرا شخص بتاتا ہے آپ کا فلاں ملازم فلاں کمپنی میں کام کر رہا ہے۔آپ پریشان ہو کر اسے فون کرتے ہیں تو دوسری طرف آواز آتی ہے ''آپ کا مطلوبہ نمبر کسی کے استعمال میں نہیں'' اور آپ سر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔آپ کے ملازم دو، دو ماہ ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھے رہتے رہیں گے۔لیکن آپ کو جوں ہی کوئی آڈر ملے گا یا کام کا وقت آئے گا یہ لوگ بیمار ہو جائیں گے، ان کی بہن یا بھائی کی شادی آ جائے گی یا ان کی بیوی زچگی کے عمل سے گزرنے لگے گی یا ان کی گاڑی خراب ہو جائے گی یا پھر تنخواہ میں اضافے کا مطالبہ کر دیں گے اور آپ اپنے ہاتھ پر ''چک'' مارنے کے سوا کچھ نہیں کر سکیں گے، ہماری فیکٹری، دفتروں اور ورک پلیسز پر سہولتوں کے ساتھ جو بہیمانہ سلوک کیا جاتا ہے وہ بھی انتہائی تکلیف دہ ہے۔آپ ملازمین کے لیے اے سی لگواتے ہیں، یہ اے سی چلتا چھوڑ کر گھر چلے جاتے ہیں۔آپ کا کوئی ورکر اے سی بند کرنے کی زحمت گوارہ نہیں کرے گا۔ہیٹر چلتے چلتے پگھل جاتے ہیں مگر کوئی انہیں بند نہیں کرتا، واش روم کی ٹوٹیاں کھلی چھوڑ دیں گے، کیچڑ والے بوٹ لے کر قالین پر پھریں گے،کوئی شخص لائیٹس آف نہیں کرے گا،کمپیوٹر چلتے رہیں گے، دفتر کے ٹی وی آن رہیں گے۔اگر بارش کا پانی اندر آ رہا ہے تو کوئی اُٹھ کر کھڑکی بند نہیں کرے گا۔آپ اگر دفتر میں چائے ،کافی یا کھانے کی مفت سہولت دے رہے ہیں تو کچن میں لڑائیاں شروع ہو جائیں گی، پورا دفتر کچن کے ملازمین سے بدتمیزی کرے گا۔لوگ منرل واٹر سے منہ دھوئیں گے اور دیوار پر ہاتھ رکھ کر سیڑھیاں چڑھیں گے۔آپ پاکستان کے کسی دفتر کی سیڑھیاں اور بجلی کے بٹن دیکھئے آپ کو کسی سیڑھی کی دیوار اور بجلی کے بٹن صاف نہیں ملیں گے اور تمام گند دفتر کے پڑھے لکھے ملازم مچاتے ہیں آپ دفتر میں جنریٹر لگا دیتے ہیں تو کوئی شخص اس کا آئل نہیں تبدیل کرے گا۔آپ ملازمین کو گاڑیاں دیتے ہیں تو یہ انہیں دو مہینے میں کھنڈر بنا دیں گے، ڈرائیور گاڑی کے پارٹس تک بیچ دیں گے۔آپ شوروم چلا رہے ہیں تو آپ کے سیلز مین گاہکوں کے ساتھ بدتمیزی کریں گے، اوور بلنگ کریں گے ان کا سامان چوری کر لیں گے اور آپ کے گوداموں سے مال غائب کریں گے اور آپ کے پاس رونے دھونے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہو گا۔

اب آپ سسٹم کی طرف آیئے۔آپ اگر کوئی چیز امپورٹ کر رہے ہیں تو آپ 35 محکموں کے 35 سو قصابوں کے ہتھے چڑھ جائیں۔آپ کو مال خریدنے، پاکستان لانے اور کسٹم کلیئر کرانے کے لیے اپنے جیسے دس لوگ چاہئیں، آپ کا مال ائیرپورٹ پر پڑا پڑا ایکسپائر ہو جائے گا اور آپ کے پاس بلڈ پریشر کی دوائیں کھانے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہو گا آپ مال کلیئر کرا لیں تو آپ کو ٹرک اور ٹرالر نہیں ملتے ، یہ مل جائیں تو کوئی نہ کوئی لانگ مارچ یا سیلاب انہیں روک کر بیٹھ جاتا ہے۔مال کارخانے میں پہنچ

© AL-FUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

جائے تو بجلی اور گیس کی لوڈ شیڈنگ شروع ہو جاتی ہے، آپ اس کا بندوبست کر لیں تو ملازمین ہڑتال پر چلے جاتے ہیں انہیں منا لیں تو یہ کوالٹی نہیں دیتے، کوالٹی مل جائے تو آرڈر لسٹ ہو چکا ہوتا ہے۔ آپ یہ مسئلہ بھی حل کر لیں تو مال کو بیرون ملک یا مارکیٹ تک پہنچانا مشکل ہو جاتا ہے اور اگر یہ بھی کر لیں تو لوگ آپ کے پیسے دبا کر بیٹھ جاتے ہیں آپ کو وصولیاں کرنے کے لیے جوتے گھسیٹنا پڑ جاتے ہیں۔ اگر آپ اس مرحلے سے بھی گزر جائیں تو ٹیکس کے محکمے ٹوکے لے کر آپ کے سر پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپ قانون اور قاعدے کے مطابق چلنا چاہیں تو یہ آپ کو ہسپتال یا پاگل خانے تک لے جاتے ہیں اور آپ اگر ان تمام مراحل سے بچ جائیں تو آپ کی کامیابی کو صفر کرنے کے لیے آپ کا کوئی سالہ، کوئی بہنوئی، کوئی بیٹا یا کوئی نالائق بھائی سامنے آ جائے گا آپ کی غیر موجودگی میں کوئی ایک رشتے دار کوئی اندھی ڈیل کرے گا اور آپ کا تورا بورا بن جائے گا۔

ہم لوگوں نے شروع میں گورنمنٹ سیکٹر کے ساتھ کام شروع کیا، پتہ چلا اس کے لیے عمر خضر چاہیے۔ آپ چالیس چالیس پریذنٹیشن دیتے ہیں لیکن کام کا فیصلہ کسی اور جگہ ہوتا ہے میں نے ماحولیات کی وزارت میں سترہ میٹنگز بھگتائیں، اس دوران تین سیکرٹری تبدیل ہو گئے لیکن کام شروع نہیں ہوا اور یہ کام بھی غیر ملکی امداد سے ہونا تھا ہماری حکومت کا اس میں ایک دھیلا خرچ نہیں ہونا تھا مگر فائلیں مکمل نہیں ہو رہی تھیں چنانچہ اس دوران ڈونر مایوس ہو کر بھاگ گیا، ہم نے گورنمنٹ سیکٹر کا کام بند کر دیا ہم پرائیویٹ سیکٹر میں چلے گئے وہاں کے حالات بھی مختلف نہیں تھے یہ لوگ بھی چلا چلا کر مار دیتے تھے۔ تین تین ماہ تک پے منٹس نہیں ہوتی تھی۔ آپ ٹیم پوری کرتے تھے تو آپ کا ایگری منٹ کینسل ہو جاتا تھا چنانچہ ہم نے پرائیویٹ سیکٹر کے ساتھ بھی کام بند کر دیا اور ہم پاکستان انٹرنیشنل فرموں اور غیر ملکی کمپنیوں کو سروسز دینے لگے، ہم باہر کے اداروں کے لیے ڈیزائن اور سافٹ ویئر بنانے لگے یوں لگا ہماری ٹینشن پچاس فی صد کم ہو گئی۔ لیکن آج بھی صبح آنکھ کھلتی ہے تو پتہ چلتا ہے فلاں ورکر بھاگ گیا ہے اور ساتھ ہی دو گورے کلائنٹس بھی لے گیا ہے اور ہمیں اب وصولی کے لیے فلاں ملک میں وکیل کرنا پڑے گا یا پھر فلاں مہربان نے کمپیوٹر نیٹ ورک میں وائرس پھینک دیا ہے اور ہمیں سسٹم کو دوبارہ ٹریک پر لانے کے لیے دو دن چاہئیں یا پھر ڈیزائن اور سافٹ ویئر چوری ہو چکے ہیں اور آپ چور کو نہیں پکڑ سکتے کیونکہ اس کا چچا ایف آئی اے میں ہے اور اس نے یہ حرکت چچا کی مرضی سے کی چنانچہ ہم پچھلے بارہ برسوں سے ایک ایسی جنگ لڑ رہے ہیں جس کی ہمیں آج تک سمجھ نہیں آئی ہم روز اپنے آپ سے اپنا قصور پوچھتے ہیں اور ہمیں کوئی جواب نہیں ملتا۔ ہم اپنے کام کو مختصر سے مختصر کرتے جا رہے ہیں۔ ہم صرف ٹینشن سے بچنے کے لیے اپنے ملازمین اور کام میں اضافہ نہیں کرتے۔ ان بارہ برسوں کے تجربے نے صنعت کاروں، سرمایہ داروں، دولت مندوں اور کاروباری طبقے کے بارے میں میری رائے تبدیل کر دی۔ یہ مجھے اب مظلوم نظر آتے ہیں اور میں ان سے نفرت کرنے والے ہر شخص کو مشورہ دیتا ہوں۔ آپ صرف دو لوگوں کو ملازم رکھ لیں۔ آپ کو اگر دو ماہ میں ملک کے تمام سرمایہ کار مظلوم دکھائی نہ دیئے تو میرا نام بدل دیجئے گا اور میں ساتھ ہی ساتھ میں ان تمام کاروباری شخصیات سے بھی ملتا ہوں جو ملک میں مدتوں سے کاروبار کر رہے ہیں۔ میں ان سے ملازمین کی تعداد پوچھتا ہوں، اس کے بعد ان سے پوچھتا ہوں آپ کو کتنے ہارٹ اٹیکس ہو چکے ہیں۔ آپ کتنے عرصے سے بلڈ پریشر کے مریض ہیں اور آپ کو پاگل پن کے دورے کتنے عرصے سے پڑ رہے ہیں اور اگر وہ مسکرا کر خود کو صحت مند قرار دے دے تو میں اس کا ہاتھ پکڑ کر چوم لیتا ہوں کیونکہ اس ملک میں کاروبار ہونا، دولت مند ہونا اور اس کے بعد صحت مند ہونا یہ کمال ہے اور یہ کمال کرنے والے نشان حیدر کے حق دار ہیں۔ یہ زندہ شہید ہیں۔

ماخوذ جاوید چوہدری

الھدیٰ انٹرنیشنل ویلفیئر فاؤنڈیشن

اسلام آباد: 7-اے کے بروہی روڈ H-11/4 اسلام آباد پاکستان

کراچی: 30-اے سندھی مسلم کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی پاکستان

پبلی کیشنز AL HUDA PUBLICATIONS

فون: +92-51-4866130-1 +92-51-4866125-9

فون: +92-21-34528548 +92-21-34528547

www.alhudapk.com

www.farhathashmi.com

06010067